Fikr-o-Nasar (Islamabad) vol. 2:3 (1964)



# انتخاب

## نقدِ احادیث کیلئے درایت کے اصول

تحقیق واقعات کا دوسرا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے، عقلی شہادت کے مطابق بھی ہے یا نہیں؟

یہ اصول بھی در حقیقت قرآن مجید ہی نے قائم کردیا تھا، حضرت عائشہ رض پر جب منافقین نے تہمت لگائی * تو اس طرح خبر کو مشہور کیا کہ بعض صحابہ رض تک مغالطہ میں آ گئے، چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت حسان رض بھی قاذفین میں شریک تھے، اور اسی بنا پر حد قذف جاری کی گئی، قرآن مجید میں بھی اس کی تصریح ہے :-

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ

جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ تمہارے گروہ میں سے ہیں (سورہء نور: ۲)

تفسیر جلالین میں (منکم) کی تفسیر حسب ذیل ہے :

جماعۃ من المؤمنین : یعنی تہمت لگانے والے مسلمانوں کا ایک گروہ ہے -

قرآن مجید کی آیتیں حضرت عائشہ رض کی براءت اور طہارت کے متعلق جو نازل ہوئیں، ان میں سے ایک یہ ہے :-

---

* اس ضمن میں سیرت نبوی پر جو بہتان ہماری کتابوں میں درج ہے وہ الگ تفصیلی تجزیہ چاہتا ہے - (مدیر)

وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَآ أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَٰنٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾

اور جب تم نے سنا تو کیوں نہیں کہہ دیا کہ ہم کو ایسی بات بولنا مناسب نہیں سبحان اللہ یہ بڑا بہتان ہے (سورہ نور : ١٦)

عام اصول کی بنا پر اس خبر کی تحقیق کا یہ طریقہ تھا کہ پہلے راویوں کے نام دریافت کئے جاتے پھر دیکھا جاتا کہ وہ ثقہ اور صحیح الروایہ ہیں یانہیں؟ پھر ان کی شہادت لی جاتی - لیکن خدا نے اس آیت میں فرمایا کہ: سننے کے ساتھ تم نے کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ بہتان ہے -

اس سے قطعاً ثابت ہوتا ہے کہ اس قسم کا خلاف قیاس جو واقعہ بیان کیا جائے قطعاً سمجھ لینا چاہئے کہ غلط ہے .

اس طرز تحقیق یعنی " درایت " کی ابتدا خود صحابہ رض کے عہد میں ہوچکی تھی - فقہا میں بعض اس بات کے قائل ہیں کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے - حضرت ابوہریرہ رض نے حضرت عبد اللہ بن عباس رض کے سامنے جب اس مسئلہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا کہ اگر یہ صحیح ہو تو اس پانی کے پینے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا جو آگ پر گرم کیا گیا ہو (١) - حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ کو ضعیف الروایہ نہیں سمجھتے تھے، لیکن چونکہ ان کے نزدیک یہ روایت، درایت کے خلاف تھی، اس لئے انھوں نے تسلیم نہیں کی اور یہ خیال کیا کہ سمجھنے میں غلطی ہوگئی ہوگی۔

جب حدیثوں کی تدوین شروع ہوئی، تو محدثین نے درایت کے اصول بھی منضبط کئے، جن میں سے بعض یہ ہیں :

"ابن جوزی نے کہا ہے کہ جس حدیث کو دیکھو کہ عقل یا اصول مسلمہ کے خلاف ہے تو جان لو کہ وہ مصنوعی ہے، اس کی نسبت اس بحث کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا غیر معتبر - اسی طرح سے وہ حدیث قابل اعتبار نہیں

---

١ - صحیح الترمذی - باب الوضوء

جو محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو - اور تاویل کی گنجائش نہ رکھتی ہو - یا وہ حدیث جس میں ذرا سی بات پر عذاب کی دھمکی ہو' یا معمولی کام پر بہت بڑے ثواب کا وعدہ ہو ( اس قسم کی حدیثیں واعظوں کے ہاں بہت پائی جاتی ہیں) یا وہ حدیث کہ : کدو کو بغیر ذبح کئے نہ کھاؤ - اس لئے بعض محدثین نے لغویت کو راوی کے کذب کی دلیل قرار دیا ہے' یہ تمام قرینے خود روایت سے متعلق ہیں' اور کبھی یہ قرائن راوی کے متعلق ہوتے ہیں : مثلاً غیاث کا واقعہ خلیفہ مہدی کے ساتھ - یا جب کہ راوی کوئی ایسی حدیث بیان کرے' جو اور کسی نے نہ بیان کی ہو' اور خود راوی جس سے روایت کرتا ہے' اس سے ملا تک نہ ہو' یا وہ حدیث جس کو ایک ہی راوی بیان کرتا ہے' حالانکہ بات ایسی ہے کہ اس سے اوروں کو بھی مطلع ہونا ضرور تھا : جیسا کہ خطیب بغدادی نے کتاب الکفایہ کے شروع میں اس کی تصریح کی ہے' یا وہ روایت جس میں کسی عظیم الشان واقعہ کا ذکر ہے' کہ اگر وہ واقعہ ہوا ہوتا تو ساتھ سینکڑوں آدمی اس کو بیان کرتے : مثلاً یہ کہ کسی دشمن نے حاجیوں کو کعبہ کے حج سے روک دیا (۲)

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ حسب ذیل صورتوں میں روایت اعتبار کے قابل نہ ہوگی' اور اس کے متعلق اس تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا نہیں :

۱- جو روایت عقل کے مخالف ہو -

۲- جو روایت اصول مسلمہ کے خلاف ہو -

۳- محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو -

۴- قرآن مجید' یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف ہو اور اس میں تاویل کی کچھ گنجائش نہ ہو -

۵- جس حدیث پر معمولی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو -

۶- معمولی کام پر بہت بڑے انعام کا وعدہ ہو -

۷- وہ روایت رکیک المعنی ہو' مثلاً کدو کو بغیر ذبح کئے نہ کھاؤ -

۸- جو راوی کسی شخص سے ایسی روایت کرتا ہے کہ کسی اور نے نہیں کی' اور یہ راوی اس شخص سے نہ ملا ہو -

۹- جو روایت ایسی ہو کہ تمام لوگوں کو اس سے واقف ہونے کی ضرورت ہو بایں ہمہ راوی کے سوا کسی اور نے اس کی روایت نہ کی ہو -

---

۲ - فتح المغیث' ص ۱۱۲

۱۰- جس روایت میں ایسا قابل اعتنا واقعہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر وقوع میں آتا تو سیکڑوں آدمی اس کو روایت کرتے، باوجود اس کے صرف ایک ہی راوی نے روایت کی ہو۔

ملا علی قاری نے ''موضوعات'' (۳) کے خاتمہ میں حدیثوں کے نامعتبر ہونے کے چند اصول تفصیل سے لکھے ہیں، اور ان کی مثالیں نقل کی ہیں۔ ہم اس کا خلاصہ اس موقع پر نقل کرتے ہیں:-

۱- جس حدیث میں فضول باتیں ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نہیں نکل سکتیں۔ مثلاً یہ کہ: جو شخص لاالہ الا اللہ کہتا ہے۔ خدا اس کلمہ سے ایک پرند پیدا کرتا ہے جس کے ستر زبانیں ہوتی ہیں، ہر زبان میں ستر ہزار لغت ہوتے ہیں۔ الخ

۲- وہ حدیث جو مشاہدہ کے خلاف ہو: مثلاً یہ حدیث کہ: '' بیگن کھانا ہر مرض کی دوا ہے ''۔

۳- وہ حدیث جو صریح حدیثوں کے خلاف ہو۔

۴- جو حدیث واقع کے خلاف ہو: مثلاً یہ کہ دھوپ میں رکھے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔

۵- وہ حدیث جو انبیا علیہم السلام کے کلام سے مشابہت نہ رکھتی ہو مثلاً یہ حدیث کہ تین چیزیں نظر کو ترقی دیتی ہیں، سبزہ زار، آب رواں، خوبصورت چہرہ کا دیکھنا۔

۶- وہ حدیثیں جن میں آئندہ واقعات کی پیشین گوئی بقید تاریخ مذکور ہوتی ہے، مثلاً یہ کہ فلاں سنہ اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئے گا۔

۷- وہ حدیثیں جو طبیبوں کے کلام سے مشابہ ہیں: مثلاً یہ کہ ''ہریسہ کے کھانے سے قوت آتی ہے'' یا یہ کہ '' مسلمان شیریں ہوتا ہے اور شیرینی پسند کرتا ہے''۔

---

۳- نسخہ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ص ۹۲ تا خاتمہ کتاب۔

۸ - وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہیں : مثلاً عوج بن عنق کا قد تین ہزار گز تھا -

۹ - وہ حدیث جو صریحاً قرآن کے خلاف ہو : مثلاً دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے - کیونکہ یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص بتا دے گا کہ قیامت کے آنے میں اس قدر دیر ہے - حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں -

۱۰ - وہ حدیثیں جو خضر علیہ السلام کے متعلق ہیں -

۱۱ - جس حدیث کے الفاظ رکیک ہوں -

۱۲ - وہ حدیثیں جو قرآن مجید کی الگ الگ سورتوں کے فضائل میں وارد ہیں ، حالانکہ یہ حدیثیں تفسیر بیضاوی اور کشاف وغیرہ میں منقول ہیں -

ان اصول سے محدثین نے اکثر جگہ کام لیا اور ان کی بنا پر بہت سی روایتیں رد کردیں : مثلاً ایک واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ '' آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے خیبر کے یہودیوں کو جزیہ سے معاف کردیا تھا ، اور معافی کی دستاویز لکھوادی تھی -

ملا علی قاری اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ روایت مختلف وجوہ سے باطل ہے -

۱ - اس معاہدہ پر سعد بن معاذ کی گواہی بیان کی جاتی ہے ، حالانکہ وہ غزوۂ خندق میں وفات پا چکے تھے -

۲ - دستاویز میں کاتب کا نام معاویہ ہے ، حالانکہ وہ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے -

۳ - اس وقت تک جزیہ کا حکم ہی نہیں آیا تھا ، جزیہ کا حکم قرآن مجید میں جنگ تبوک کے بعد نازل ہوا ہے -

۴ - دستاویز میں تحریر ہے کہ '' یہودیوں سے بیگار نہیں لی جائے گی '' حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے زمانے میں بیگار کا رواج ہی نہ تھا -

٥ - خیبر والوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی تھی ، ان سے جزیہ کیوں معاف کیا جاتا ؟

٦ - عرب کے دور دراز حصوں میں جب جزیہ معاف نہیں ہوا ' حالانکہ ان لوگوں نے چنداں مخالفت اور دشمنی نہیں کی تھی ' تو خیبر والے کیوں کر معاف ہوسکتے تھے -

٧ - اگر جزیہ ان کو معاف کردیا گیا ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اسلام کے ہوا خواہ اور دوست اور واجب الرعایہ ہیں ' حالانکہ چند روز کے بعد خارج البلد کردئیے گئے -

سیرت النبی ، از علامہ شبلی نعمانی ' مطبع معارف اعظم گڈھ
طبع ششم ' حصہ اول ، ص ٤١ تا ص ٤٧

---

# اس ماہ کا سرورق

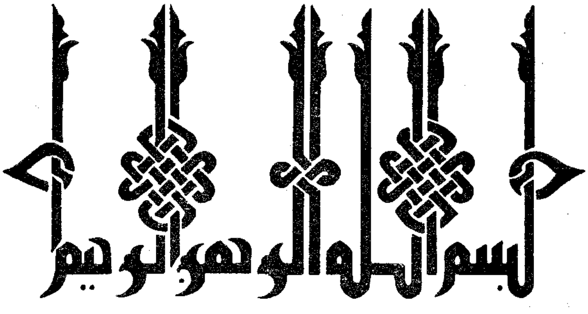

اسلامی ثقافت کے بہترین مظاہر میں سے بسملہ ہے - ہمارے خوش نویسوں ، سنگ تراشوں اور مرصع کاروں نے اس کلمے کو طرح طرح سے لکھکر اور نقش کرکے حسن کاری کے کمالات دکھائے ہیں - اس کا ایک حسین نمونہ اس ماہ کے سرورق کی زینت ہے -